رزقِ حلال اور ہماری زندگی

شیریں زادہ خدوخیل

غذا تمام جان داروں کی طرح انسان کی بھی بنیادی ضرورت ہے۔ اگر غذا صحیح، متوازن اور اچھی ہو تو اس کے اثرات دیگر جان داروں کی طرح انسانی صحت پر بھی اچھے مرتب ہوں گے۔ اس کی نشوونما اچھی اور جسم تندرست و توانا ہوگا۔ وہ امراض و عوارض اور موسم کی سختیوں کو اچھی طرح جھیلے گا لیکن غذا اگر ناقص اور غیر متوازن ہوگی تو اس کے نتائج بھی اسی طرح ظاہر ہوں گے۔

عام جان داروں اور انسانی غذا میں سب سے اہم اور بنیادی فرق حلال و حرام کا ہے۔ عام جان دار جیسے نباتات، حشرات، حیوانات وغیرہ حلال و حرام کی حدود سے ماورا ہیں لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس لیے اچھی اور متوازن غذا کے ساتھ ساتھ اس کا حلال ہونا بھی بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ جس طرح غیر متوازن اور ناقص غذا کے منفی اثرات انسانی صحت پر پڑتے ہیں، بالکل اسی طرح رزق حرام کے منفی اثرات بھی انسانی روح اور قلب پر پڑتے ہیں۔ اس کی روحانی اور قلبی نورانیت کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ روحانی طور پر کمزور اور بیمار پڑتا ہے۔ اس میں بُرائیوں کے خلاف قوت مدافعت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ جلد غلط کاموں کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ رزق کے اثرات کی وجہ سے انسان ذہنی اور قلبی ابتری کا شکار ہوجاتا ہے۔

رزقِ حلال کی اہمیت و برکات

قرآن حکیم اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رزقِ حلال کی بہت تاکید کی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین نے لقمۂ حرام سے پرہیز کی یادگار مثالیں رقم کیں ہیں۔ ان کی زندگی قرآن اور حدیث کی عملی تفسیریں تھیں۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (بقرہ ۲:۱۶۸) لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال وطیب ہیں وہ کھاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط (المومنون ۲۳:۵۱)

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عملِ نیک کرو۔

کتاب وسنت میں رزقِ حلال اختیار کرنے اور پاکیزہ غذا کھانے پر اس لیے زور دیا گیا ہے کہ غذا کا اثر انسان کے قلب و دماغ پر پڑتا ہے۔ اس کا اثر انسان کے جذبات پر پڑتا ہے۔ اس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے۔ اس کا اثر انسان کے اعمال پر پڑتا ہے۔ رزقِ حلال کے طفیل دل میں رقت ولطافت پیدا ہوتی ہے، یا دل وحشت سے لبریز ہوجاتا ہے۔ اس میں شکر وصبر اور استغفار کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ ذہن و دماغ میں پاکیزہ خیالات جنم لیتے ہیں، انوار کی بارش محسوس ہوتی ہے لیکن اگر رزق حرام ہوگا تو معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ نور کے بجاے ظلمت دل و دماغ پر چھا جائے گی۔ نیکی اور قبولِ ہدایت کی صلاحیت اور استعداد ختم ہوجائے گی۔ دل اور دماغ پر منفی اثرات غالب آئیں گے۔

اللہ نے اپنے تمام انبیاؑ کو، اور انبیاؑ کی معرفت ان کی پیرو اُمتوں کو یہ اصولی ہدایت دی کہ: يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط (المومنون ۲۳:۵۱) ،یعنی اے میرے رسولوؑ! پاکیزہ روزیاں کھاؤ اور عملِ صالح پر کاربند رہو۔ چھے سات الفاظ کا یہ مختصر ارشاد ایسا ہے کہ اُصولی طور پر قریب قریب پورے دین کا منشا اس میں آ گیا ہے۔ اگر کوئی شخص رزقِ حلال وطیب کی پابندی کے ساتھ عملِ صالح میں زندگی گزارتا ہے، تو گویا اس نے حسنۂ دنیا کو بھی پالیا اور حسنۂ آخرت کو بھی! اس مختصر سے کلمے میں یہ نمایاں اشارہ موجود ہے کہ پاکیزہ روزی یا حلال رزق کے بغیر اعمالِ حسنہ اور اخلاقِ عالیہ کا ہونا ممکن نہیں، اور اسی طرح اعمالِ حسنہ یا اخلاقِ حسنہ سے جس شخص کی زندگی خالی ہو، یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے دامنِ معیشت کو حرام کی آلایشوں سے بچائے گا اور رزقِ حلال کمانے کے لیے غیر معمولی جُہد ومشقت کرے گا۔ حضوؐر نے بروایت عبداللہؓ بن مسعود فرمایا کہ رزقِ حلال کا کسب فرض ہے۔ (تحریکی شعور، نعیم صدیقی، ص ۱۶۷)

امام غزالیؒ کیمیاے سعادت میں لکھتے ہیں کہ غذا سے بدن کا گوشت اور خون پیدا ہوتا ہے۔ پس اگر غذا حرام ہو تو اس سے قساوت، یعنی سختی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عبادت کے ۱۰ جز ہیں۔ ان میں نو کا تعلق رزقِ حلال سے ہے۔

طبرانی کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میرے لیے دُعا کیجیے کہ اللہ مجھے مستجابُ الدعوات بنا دے۔ آپؐ نے فرمایا: اے سعد! اپنی خوراک کو پاکیزہ کرلو، تمھاری دعائیں قبول ہونے لگیں گی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! بندہ جب ایک لقمہ حرام کا اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ ۴۰ دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہہ کسی جان کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ وہ اپنا رزق پورا نہ کرلے۔ خبردار! اللہ سے ڈرو اور رزق طلب کرنے میں احسن طریقہ اختیار کرو۔ رزق کا دیر میں ملنا تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے ذریعے رزق طلب کرو، کیوں کہ جو کچھ ہے اللہ کے پاس ہے۔ (مشکوٰۃ)

ہماری بدقسمتی کہ ہم جلد از جلد آگے بڑھنے کی حرص میں مشیت الٰہی کا انتظار نہیں کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل و دماغ کو حرام کا چسکا لگ جاتا ہے اور پھر ہمارا مزاج اس قدر بگڑ جاتا ہے کہ وہ حلال غذا قبول ہی نہیں کرتا۔ بالکل اس بیمار کی طرح جو ہاضمے کی خرابی کے باعث اچھی غذا کو ہضم نہیں کرسکتا اور ہم بابِ رحمت خود اپنے ہاتھوں سے اپنے اُوپر بند کروا دیتے ہیں۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص متواتر حلال روزی کھاتا ہے جس میں حرام کی آمیزش نہ ہو، حق تعالیٰ اس کے دل کو پُرنور کر دیتا ہے اور حکمت کے چشمے اس کے قلب سے جاری کر دیتا ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ ہر چیز کا تقویٰ ہے اور پیٹ کا تقویٰ رزقِ حلال ہے۔ امام غزالیؒ مزید رقم طراز ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا طعام ولباس حرام ہے اور وہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے ہیں۔ ایسی دعائیں بھلا کب قبول ہوں گی؟''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ تو یہاں تک نماز پڑھے کہ پیٹھ ٹیڑھی ہوجائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بال کی طرح باریک ہوجائے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ یہ قبول ہوں گے جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے۔ اس کی وضاحت میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ۴۰ دن تک شبہہ کا مال کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور اسے زنگ لگ جاتا ہے۔

حضرت تُستریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے عضو گناہ میں پڑتے ہیں خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے، جب کہ جو شخص حلال کھاتا ہے اس کے تمام اعضا اطاعت میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے خیر کی توفیق دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے رزق کے معاملے میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حلال کے ۱۰ حصوں میں سے ۹ کو اس لیے چھوڑ دیا کہ کہیں حرام میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ (کیمیاے سعادت، ص۲۲۵-۲۲۸)

اسلاف کا طرزِ عمل

○ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو ان کی زمین کا محصول (خراج) وصول کرتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ کھانے کی کوئی چیز آپؓ کو دی جس کو آپؓ نے تناول فرمایا۔ امام غزالی کے مطابق دودھ ملا شربت پلایا۔ اس کے معاً بعد آپؓ کو خیال آیا اور غلام سے پوچھا: کہ یہ کہاں سے ملی تھی؟ غلام نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں مَیں نے ایک آدمی کے لیے کہانت کہی تھی حالاں کہ کہانت کا مجھے کوئی ڈھنگ بھی نہیں آتا۔ بس اسے بے وقوف بنایا۔ اب اس شخص سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے یہ چیز مجھے دی تھی جو میں نے آپؓ کو تناول فرمانے کے لیے دی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منہ میں انگلی ڈال کر اُبکائی کی اور جو کھایا پیا پیٹ میں تھا، قے کر دی۔

یہ روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دینی احتیاط، تقویٰ اور رزقِ حلال کے بارے میں انتہائی محتاط رویے کی واضح مثال ہے۔ قے کے باوجود آپؓ نے توبہ واستغفار کی اور دُعا مانگی: اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس قدر شربت کے لیے جو میری رگوں میں رہ گیا ہے۔ (ایضاً، ص۲۲۶)

○ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ایک دفعہ دودھ پیش کیا گیا۔ آپؓ نے دودھ تو پی لیا مگر اس کا ذائقہ کچھ عجیب سا لگا۔ آپؓ فوراً چونک اُٹھے اور پوچھا: یہ دودھ کہاں سے

لیا ہے؟ دودھ پیش کرنے والے نے کہا: میں ایک چشمے پر گیا جہاں زکوٰۃ کی اُونٹنیوں کو پانی پلایا جارہا تھا۔ شتربانوں نے ان کا دودھ دوہا اور اس میں سے تھوڑا مجھے بھی دیا جو میں نے آپؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ سن کر حضرت عمرفاروقؓ نے فوری طور پر اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور اس کو قے کر دیا کیونکہ بیت المال کی اُونٹنیوں کا دودھ آپ اپنے لیے حرام سمجھتے تھے کہ مبادا یہ دودھ جزوِ بدن بن جائے۔

ہمارے اسلاف کھانے پینے کے معاملے میں ان ہی کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ ''تقویٰ اور احتیاط سیکھنے کے لیے ہم لوگ ہر وقت حضرت عمرؓ کے ساتھ لگے رہتے تھے۔

○ ایک آدمی نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا: دل کیسے نرم ہوتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا: ''حلال کھانے سے'' (طبقات الحنابلہ)۔ امام احمد بن حنبلؒ خود بھی کھانے میں بے حد احتیاط فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے گھر روٹی تیار ہوئی جس کا خمیر ان کے بیٹے صالح کے گھر سے آیا تھا۔ صالح نہایت متقی پرہیزگار تھے لیکن وہ ایک سال تک اصفہان کے قاضی رہے۔ چونکہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اس وقت اسلامی حکومت اپنے فرائض پوری طرح انجام نہیں دے رہی تھی۔ اس لیے سرکاری عہدوں پر فائز افراد سے کچھ لینا دینا آپؒ کو پسند نہ تھا۔ آپؒ نے وہ روٹی کھانے سے انکار کر دیا۔

آج اگر دعائیں قبول نہیں ہورہیں، اخلاص و یکسوئی کے باوجود عبادات میں ایسا لطف و سُرور محسوس نہیں ہوتا جو یادالٰہی کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ معاشرہ ذہنی، روحانی ابتری، اخلاقی تنزل اور بے سکونی کا شکار ہے، تو اس کا ایک بنیادی سبب رزقِ حلال میں محتاط رویہ نہ اپنانا ہے۔ کیونکہ رزقِ حلال سے قلب و روح کو جِلا ملتی ہے۔ آج بھی اگر رزقِ حلال کا اہتمام کیا جائے تو اسی سُرور و لذت سے قلوب آشنا ہو سکتے ہیں جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی